



دارالافتاء جامعہ دارالعلوم کراچی

جازکیش اور ایزی پیسہ وغیرہ کے ذریعہ رقم کی ترسیل پر کمپنی اور دوکاندار کے لئے کمیشن لینے کی شرعی تکلیف اور حکم

بخدمت حضرت اقدس مولانا مفتی عبدالرؤف سکھروی صاحب دامت برکاتہم العالیہ

رئیس دارالافتاء و مفتی جامعہ دارالعلوم کراچی

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

امید ہے کہ مزاج گرامی بخیر ہونگے!

گزارش ہے کہ ہمارے دارالافتاء میں جائز کیش اکاؤنٹ کھولنے کے بعد اس میں رقم ڈلوانے، اکاؤنٹ میں موجود رقم نکلوانے اسی طرح کسی دوسرے کے اکاؤنٹ میں ترسیل رقم پر کمیشن وصول کرنے کے مسئلہ میں غور و فکر جاری ہے۔

ہماری معلومات کے مطابق اکاؤنٹ میں رقم ڈلوانے اور ترسیل رقم کی صورت میں کمپنی کوئی سروس چارج وصول نہیں کرتی البتہ اکاؤنٹ سے رقم نکلوانے پر چارج وصول کرتی ہے اور عموماً کسٹمر کمپنی کے مخصوص بینک سے رقم نکلوانے کے بجائے قریبی دکاندار (ٹیلر ایجنٹ) سے رقم نکلواتا ہے تو کمپنی اس دکاندار کو کبھی کبھی پیسے دیتی ہے جو پہلے کچھ روپے ہوتے تھے اور اب وہ 0.33-0.05 کی شکل میں دے رہی ہے جو نہ ہونے کے

برابر کمیشن ہے، اس لئے کچھ لوگ یہ کہہ رہے ہیں کہ کمپنی نے کمیشن دینا بند کر دیا ہے، حالانکہ ایسا نہیں، دوسری بات یہ کہ کمپنی کی طرف سے دکاندار پر کسٹمر سے کمیشن لینے پر پابندی بھی ہے۔ عام طور پر دکاندار کے پاس دو قسم کے اکاؤنٹ ہوتے ہیں (۱) رئیلر اکاؤنٹ - (۲) ذاتی سادہ اکاؤنٹ - دکاندار کو کمپنی کی طرف سے صرف پہلے اکاؤنٹ میں کمیشن ملتا ہے۔

کمپنی نے سسٹم بنا کر اپنے اصول و ضوابط مقرر کر دیئے، اور بڑی حد تک اسے اس کا حق بھی ہے لیکن دکاندار کے لئے اس میں کوئی قابل ذکر آمدنی بچت نہیں اب :-

مسئلہ کا ایک رخ یہ ہے کہ دکاندار (رئیلر) اکاؤنٹ چلانا بند کر دے کیونکہ کمپنی کے ضابطہ کے مطابق اس کا کوئی فائدہ نہیں، نیز یہاں فقہی لحاظ سے بنیادی طور پر قرض کے لین و دین اور قرض کی وصولی کا معاملہ ہے جس میں مشروط نفع کے لین و دین کا شرعاً کوئی جواز نہیں۔

دوسرا رخ یہ ہے کہ دکاندار کچھ نہ کچھ کام تو بہر حال کرتا ہے اگرچہ اس کی نظر اس پر ہوتی ہے کہ اس نے ایک معتد بہ رقم بیلنس اور نقد کی شکل میں اس کام کے لئے مختص کی ہوئی ہے جسے وہ انویسٹ سمجھتا ہے، اپنے عمل پر نظر نہیں ہوتی یا بہت کم ہوتی ہے اور کمپنی کمیشن برائے نام دیتی ہے اس لئے وہ کسٹمر سے کمیشن وصول کرتا ہے، اب سوال یہ ہے کہ اس کے لئے مذکورہ تینوں صورتوں میں (رقم نکوانا، ڈلوانا، ترسیل رقم) کسٹمر سے کمیشن لینا جائز ہے یا نہیں؟

ہمیں سرسری طور پر معلوم ہوا ہے کہ آپ کے دارالافتاء سے سروس چارجز کے طور پر کسٹمر سے رقم لینے کے جواز کا فتویٰ دیا گیا ہے، سوال یہ ہے کہ کسٹمر کمپنی کو بھی کمیشن دے رہا ہے، دکاندار کو بھی، اور دکاندار کمپنی سے بھی لے رہا ہے، لہذا اجارہ کے معاملات کی تکلیف کیا ہوگی؟ وضاحت سے تحریر فرمائیں تاکہ سمجھنا آسان ہو نیز کمپنی کے ضوابط کی پابندی دکاندار پر کس حد تک لازم ہے؟

بینواتو جروا

والسلام

حضرت مولانا مفتی عبدالغفار صاحب حفظہ اللہ تعالیٰ

دارالافتاء جامعہ اشرفیہ سکھر

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب حامدًا ومصلياً

جاز کیش یا ایزی پیسہ اکاؤنٹ وغیرہ میں رقم رکھنے، کسی دوسرے شخص کو بھجوانے یا ان اکاؤنٹ سے رقم نکالانے پر کمیشن وصول کرنے کا شرعی حکم جاننے سے پہلے اس معاملے کی حقیقت اور فقہی تکلیف جاننا ضروری ہے، جس کا حاصل یہ ہے کہ آج کل متعدد کمپنیاں رقم کی ترسیل، آن لائن فضائی یا ٹرین ٹکٹ بک کروانے کی قیمت اور بلوں کی ادائیگی وغیرہ کے لئے اپنی خدمات فراہم کرتی ہیں مثلاً جائز کیش (موبی کیش)، ایزی پیسہ، یو پی ایل او مینی اور ایچ بی ایل کنیکٹ وغیرہ۔ اور ان کمپنیوں کے مالی معاملات کے لئے ان کے بینک بھی ہوتے ہیں جن میں ان مالی معاملات کا ریکارڈ ہوتا ہے اور ان کی دیکھ بھال کی جاتی ہے، مثلاً جائز کیش کے لئے موبی ٹک مائیکروفنانس بینک، یو پیسہ کے لئے یو مائیکروفنانس بینک، ایزی پیسہ کے لئے ٹیلی نار (تعمیر) مائیکروفنانس بینک، یو پی ایل او مینی کے لئے یونائیٹڈ بینک اور ایچ بی ایل کنیکٹ کے لئے حبیب بینک لینڈ وغیرہ۔ ملک کے مختلف شہروں میں ان بینکوں کی برانچیں بھی موجود ہیں۔

رقم کی ترسیل وغیرہ کے لئے بنائے جانے والے اکاؤنٹ ڈیجیٹل اکاؤنٹ کہلاتے ہیں اور اس نظام کو برانچ لیس بینکنگ کہا جاتا ہے، کیونکہ اس قسم کے اکاؤنٹ کھولنے کے لئے بینک کی کسی برانچ میں جانا ضروری نہیں ہوتا، بلکہ کوئی بھی موبائل صارف گھر بیٹھے اپنے موبائل پر مذکورہ اکاؤنٹ کی ایپلیکیشن ڈاؤن لوڈ کر کے یہ اکاؤنٹ بنا سکتا ہے۔ پھر اس میں عام طور پر دو طرح کے اکاؤنٹ بنائے جاتے ہیں:

۱۔ ذاتی اکاؤنٹ

یہ اکاؤنٹ کسی شخص کے ذاتی استعمال کے لئے ہوتا ہے، اور اس میں رقم کی ترسیل کے لئے یومیہ اور ماہانہ ایک حد مقرر ہوتی ہے مثلاً یومیہ پچاس ہزار روپے اور ماہانہ دو لاکھ روپے، اس مقررہ مقدار سے زیادہ رقم استعمال نہیں کی جاسکتی۔ البتہ بعض کمپنیوں میں اس اکاؤنٹ کو بزنس اکاؤنٹ میں تبدیل کرنے کا اختیار ہوتا ہے جس کی وجہ سے رقم کی تحدید میں اضافہ ہو جاتا ہے یا تحدید ختم کر دی جاتی ہے۔ اس اکاؤنٹ کو استعمال کرنے کی وجہ سے کمپنی کی طرف سے کوئی کمیشن نہیں دیا جاتا۔

۲۔ ریٹیلر اکاؤنٹ

یہ دوکانداروں کے لئے اکاؤنٹ ہے جس میں رقم کی گنجائش زیادہ ہوتی ہے، اور اس اکاؤنٹ کے ذریعہ رقم کی ترسیل وغیرہ پر کمپنی کی طرف سے دوکانداروں کو کمیشن بھی دیا جاتا ہے، اور اس صورت میں دوکاندار کمپنی کے نمائندہ کی حیثیت سے رقموں کی وصولی اور ترسیل کا کام انجام دیتے ہیں۔

جب کوئی شخص دوکاندار کو رقم دیتا ہے اور وہ اس کو اپنے ریٹیلر اکاؤنٹ میں جمع کرتا ہے تو اس کی جمع کروائی ہوئی رقم کمپنی کے پاس موجود دیگر رقم کے ساتھ خلط ہو جاتی ہے، اس کے بعد جب وہ کسی دوسرے شخص کو یہ رقم بھیجتا ہے یا کوئی بل وغیرہ ادا کرتا ہے تو ظاہر ہے کہ کمپنی بعینہ اس شخص کی ڈلوائی ہوئی رقم نہیں بھیجتی بلکہ اس کی مثل دوسری رقم بھیجتی ہے، اور کمپنی اپنی ان خدمات میں سے بعض خدمات مفت فراہم کرتی ہے اور بعض کے بدلے میں رقم بھیجنے والے شخص سے کمیشن وصول کرتی ہے جو کہ عام طور پر متعین رقم کی صورت میں ہوتا ہے، مثلاً پانچ ہزار روپے بھیجنے کی صورت میں بالفرض تین سو روپے اور دس ہزار روپے بھیجنے کی صورت میں چھ سو روپے کمپنی وصول کرتی ہے، جس کا طریقہ یہ ہوتا ہے کہ صارف نے جتنی رقم جمع کروائی ہو اس میں سے کمیشن کے بقدر رقم کی کٹوتی کمپنی کر لیتی ہے، بعض کمپنیاں ان اکاؤنٹ میں مخصوص مقدار میں رقم ہر وقت موجود رکھنے کی صورت میں کچھ فوائد کی پیشکش بھی کرتی ہیں، مثلاً کال کرنے کے لئے منٹس، ایس ایم ایس اور انٹرنیٹ کی خاص مقدار مفت مہیا کرتی ہیں۔ چونکہ اس طرح کا معاملہ کرنے والی متعدد کمپنیاں ہیں اس لئے کمیشن کی مقدار میں فرق ہے، البتہ سب کا طریقہ کار تقریباً یکساں ہے۔

مذکورہ بالا تفصیل سے معلوم ہوا کہ یہ معاملہ تین امور پر مشتمل ہے:

(۱) اکاؤنٹ میں رقم ڈالنا۔

(۲) کمپنی کا رقم بھیجنے یا نکلوانے پر کمیشن وصول کرنا۔

(۳) کمپنی کا اکاؤنٹ میں رقم موجود رکھنے کی شرط پر مفت منٹس، ایس ایم ایس اور مفت انٹرنیٹ کی

سہولت فراہم کرنا۔

ان تین میں سے ہر ایک کا شرعی حکم درج ذیل ہے:

(۱)۔ اکاونٹ میں رقم ڈالنا:

جب کوئی کسٹمر جاز کیش یا ایزی پیسہ اکاونٹ وغیرہ میں رقم ڈالتا ہے تو اس کی یہ رقم مضمون ہو جاتی ہے، اور کمپنی کی تعدی کے بغیر بھی اگر یہ رقم ضائع ہو جائے تو کمپنی کے ذمہ اس کی ادائیگی واجب ہوتی ہے، اس رقم کے مضمون ہونے کی تین وجوہ ہیں:

۱۔۔ اگرچہ کسٹمر اس رقم کو بطور امانت جمع کرواتا ہے، لیکن یہ رقم کمپنی کے پاس موجود دیگر رقوم کے ساتھ خلط ہو جاتی ہے، اور امین اگر امانت کو مخلوط بالغیر کر دے تو اس پر ضمان لازم ہوتا ہے، لہذا جب یہ رقم کمپنی کی دیگر رقوم کے ساتھ خلط ہو گئی تو امانت نہ رہی بلکہ مضمون بن گئی جس کی وجہ سے یہ معاملہ امانت سے نکل کر اقرض و استقرض کے حکم میں داخل ہو گیا اگرچہ متعاقدین کا یہ قصد نہ ہو۔ لہذا یہ رقم کمپنی کے ذمہ کسٹمر کا قرض بن گئی اور تعدی کے بغیر بھی اگر یہ رقم ضائع ہو جائے تو کمپنی کے ذمہ اس کی ادائیگی واجب ہوگی۔

اس صورت میں کمپنی اجیر مشترک ہے اور اجیر مشترک سے حضراتِ صاحبین کے نزدیک ضمان لینا جائز ہے، *الَا اذالم یکن الضیاع بفعلہ، وکان بامر لا یمکن الاحتراز عنہ، وذلک نادر فیما نحن فیہ، وبقولہما یمتی لتغیر احوال الناس، و بہ یحصل صیانة اموالہم (شامیہ: ج ۶ ص ۶۵)*

امین سے ضمان نہ لینا اس صورت میں ہے جبکہ وہ امین بلا اجر ہو، لیکن اگر وہ امین بالاجر ہو تو اس سے ضمان لینا درست ہے کما قال فی الدر فی باب الودیعة: *وہی امانة فلا تضمن بالہلاک الا اذا کانت الودیعة باجر (الدر المختار: ج ۵ ص ۶۶۳)*۔ اگرچہ اجیر مشترک اور مؤدع بالاجر میں فرق ہے کہ اجیر مشترک مستاجر علی العمل ہوتا ہے اور مؤدع بالاجر مستاجر علی الحفظ ہوتا ہے، اور ہماری صورت میں کمپنی مستاجر علی الحفظ نہیں بلکہ مستاجر علی العمل ہے اس لئے مذکورہ صورت میں جوازِ ضمان کا مدار حضراتِ صاحبین کے نزدیک اجیر مشترک پر وجوبِ ضمان کے قول پر رکھنا اولیٰ ہے۔ (راجع امداد الاحکام: ج ۳ ص ۵۷۷، کتاب الاجارۃ) وجوبِ ضمان کی مذکورہ بالا تین وجوہ میں سے پہلی وجہ کے اعتبار سے یہ معاملہ قرض کا ہے، جبکہ آخری دو وجوہوں کے اعتبار سے یہ معاملہ اجارہ کا ہے۔

(۲)۔ کمپنی کا رقم بھیجنے یا نکلوانے پر کمیشن وصول کرنا

مذکورہ بالا تفصیل سے معلوم ہوا کہ مذکورہ معاملہ چونکہ ایک جہت سے قرض کا ہے، اور قاعدہ کلیہ ہے کہ

الاقراض نقضی بامثالہا اور منصوص ہے کہ قرض میں کمی بیشی کی شرط ربا میں داخل ہے لہذا اس طریقہ کار کے ذریعہ رقم بھیجنے والے کی رقم میں سے کمیشن کے نام سے کمپنی جو کھوتی کرتی ہے وہ ربا کے حکم میں ہونے کی وجہ سے جائز نہیں ہونی چاہئے، جیسا کہ منی آرڈر کے مسئلہ میں فقیر العصر حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی قدس سرہ نے تالیفات رشیدیہ ص ۳۱۰ میں تحریر فرمایا ہے کہ:

"بذریعہ منی آرڈر روپیہ بھیجنا نادرست ہے اور داخل ربا ہے اور یہ جو محصول دیا جاتا ہے نادرست ہے۔ اسی طرح حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی قدس اللہ سرہ نے امداد الفتاویٰ میں ایک مقام پر (ج 33 ص 132) منی آرڈر کے ذریعہ رقم بھیجنے کو اسی وجہ سے منع فرمایا ہے، لیکن چونکہ بھیجنے والا اس رقم کو قرض نہیں سمجھتا، اور یہ نہیں سمجھتا کہ وہ کمپنی کو یہ رقم قرض دے رہا ہے بلکہ وہ امانت سمجھ کر دیتا ہے، نیز کمپنی بھی اپنا کمیشن یا فیس اپنے انتظامی کاموں مثلاً رقم وصول کرنا، اس کا اندراج کرنا، دوسرے کو منتقل کرنا، ریکارڈ مرتب کرنا اور اس نظام کے دیگر متعلقہ امور کی وجہ سے وصول کرتا ہے اور اس میں ابتلائے عام بھی ہے اسی لئے حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمہ اللہ نے اس کے جواز کی طرف رجحان ظاہر فرمایا، چنانچہ امداد الفتاویٰ (ج 3 ص 135) میں ہے:

"خلاصہ یہ ہے کہ جواز منی آرڈر کی وہ تاویل جو مسائل نے نقل کی ہے (یعنی اس معاملہ کو اجارہ اور فیس کو روپیہ پہنچانے کی اجرت کہا جائے) صحیح نہیں، اور یہ معاملہ اقراض اور استقراض ہی میں داخل ہے، اگرچہ متعاقدین کا یہ قصد نہ ہو، جس طرح سے کہ امانت کے باذن صرف کر دینے سے وہ قرض ہو جاتا ہے گو اس کا قصد نہ ہو، البتہ فیس کو اجرت کتابت و روانگی فارم کہہ کر حرمیت تقاضل کو رفع کیا جاسکتا ہے لیکن کراہت مستحبہ کے رفع ہونے کی کوئی وجہ خیال میں نہیں آتی، گو ابتلائے عام کی وجہ سے دل ضرور چاہتا ہے کہ اس کی بھی کوئی وجہ نکل آوے، اور اکثر غور بھی کیا جاتا ہے، اور اس کا انتظار بھی رہتا ہے کہ کوئی دوسرے صاحب علم مطلع فرمادیں حتیٰ کہ اگر یہ بھی نقل صحیح سے معلوم ہو جائے کہ مستحبہ کے جواز کی طرف ائمہ اربعہ میں سے کوئی امام گئے ہیں تب بھی بضرورت اس پر عمل کرنے کو جائز کہا جاوے گا۔"

نیز اگلے صفحہ پر حضرت رحمہ اللہ تعالیٰ نے تحریر فرمایا ہے کہ:

منی آرڈر مرکب ہے دو معاملوں سے، ایک قرض جو اصل رقم سے متعلق ہے، دوسرے اجارہ جو فارم لکھنے

اور روانہ کرنے پر بنام فیس کے دی جاتی ہے، اور دونوں معاملے جائز ہیں، پس دونوں کا مجموعہ بھی جائز ہے، اور چونکہ اس میں ابتلائے عام ہے اس لئے تاویل کر کے جواز کا فتویٰ مناسب ہے۔

جہاں تک سفتجہ کا تعلق ہے تو حضرات فقہاء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کی تصریحات کے مطابق سفتجہ کا مفہوم یہ ہے کہ سفتجہ ایسے مالی معاملے کو کہتے ہیں جس میں ایک شخص کسی شہر میں دوسرے شخص کو قرض دیتا ہے تاکہ یہ مقروض یا اس کا نمائندہ قرض دینے والے یا اس کے وکیل کو دوسرے کسی شہر میں یہ قرض واپس کرے، اور اس معاملے سے قرض دینے والے کا مقصد راستے کے خطرات سے حفاظت حاصل کرنا ہو۔ اس کے حکم کے بارے میں ائمہ اربعہ کے مذاہب کا خلاصہ یہ ہے کہ حضرات فقہاء حنفیہ اور شافعیہ رحمہم اللہ سے اس کی کراہت منقول ہے، جبکہ حضرات فقہاء حنابلہ رحمہم اللہ اس کے جواز کے قائل ہیں، اور حضرات مالکیہ کے نزدیک بھی یہ مکروہ ہے، البتہ دو حالتیں کراہت سے مستثنیٰ ہیں:

- ۱- جب سارے راستے ہی جان و مال کے لئے پُرخطر ہوں اور کوئی راستہ محفوظ نہ ہو، تو ایسی صورت میں مالکیہ کے نزدیک سفتجہ جائز ہے بلکہ بعض صورتوں میں مستحب اور بعض صورتوں میں واجب ہے۔
- ۲- اس بات پر کوئی دلیل قائم ہو جائے کہ قرض دینے والے کا مقصد صرف مقروض کو نفع پہنچانا ہے، مقروض یا مقروض و مستقرض دونوں کا نفع مقصود نہیں ہے۔

ان دو حالتوں میں مالکیہ کے نزدیک سفتجہ جائز ہے، ورنہ مکروہ ہے۔ حضرات فقہاء کرام کے کلام سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ سفتجہ کی کراہت اس صورت میں ہے جبکہ قرض دینے والے کا مقصد راستے کے خطرات سے اپنے آپ کو محفوظ کرنا ہو، جبکہ جاز کیش اور ایزی پیس وغیرہ میں ظاہر ہے کہ یہ مقصد نہیں ہے بلکہ اصل مقصد دوسرے شہر یا دوسرے شخص کو رقم بھیجنا ہے، اگر کمپنی اس کو امانت کے طور پر قبول کرے تو بھیجنے والا بھی اس پر راضی ہوگا، اور بھیجنے والے کے ذہن میں یہ بات بالکل نہیں ہوتی کہ وہ کمپنی کو قرض دے رہا ہے، البتہ کمپنی کے دیگر اموال کے ساتھ خلط ہونے کی وجہ سے یہ رقم حکم کے اعتبار سے قرض بن جاتی ہے اور اس کا حکم قرض والا ہو جاتا ہے، لہذا یہ رقم ابتداءً امانت ہے اور خلط کی وجہ سے انتہاء قرض ہے۔ اس تفصیل کے ساتھ ظاہر ہے کہ یہ اس سفتجہ سے جدا چیز ہے جس کو حضرات فقہاء کرام نے مکروہ فرمایا ہے۔ (تفصیل کے لئے شیخ الاسلام حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب مدظلہم کی تالیف فقہ البیوع علی المذاهب الاربعہ ج ۲ ص ۷۵۰ کا مطالعہ

فرمائیں۔

خلاصہ یہ کہ جائز کیش وغیرہ کے ذریعہ رقم کی ترسیل پر یا اکاؤنٹ سے رقم نکالنے کی صورت میں چونکہ کمپنی کچھ افعال انجام دیتی ہے مثلاً رقم وصول کرنا، اس کا اندراج کرنا، دوسری جگہ رقم کی منتقلی کا نظم قائم کرنا اور رقم حوالے کرنا وغیرہ اور کمیشن کو ان افعال کی فیس قرار دینا ممکن ہے، لہذا کمپنی کے لئے اس پر متعین کمیشن لینا جائز ہے، اور جہاں تک کراہت سفیجہ کا تعلق ہے تو اوّل تو یہ معاملہ سفیجہ میں داخل نہیں، لیکن اگر اس کو سفیجہ میں داخل تسلیم بھی کر لیا جائے تو ابتلائے عام کی ضرورت وجہ سے حضراتِ حنابلہ کے قول کو اختیار کرنے کی گنجائش ہے جیسا کہ حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانویؒ نے فرمایا ہے کہ:

اگر یہ بھی نقل صحیح سے معلوم ہو جائے کہ سفیجہ کے جواز کی طرف ائمہ اربعہ میں سے کوئی امام گئے ہیں تب بھی بضرورت اس پر عمل کرنے کو جائز کہا جاوے گا۔

دوکانداروں کا رقم وصول کرنے والوں سے اضافی کمیشن لینا

مذکورہ بالا تفصیل سے معلوم ہوا کہ جائز کیش وغیرہ کے ذریعہ رقم کی ترسیل یا وصولی پر کمیشن لینا کمپنی کے لئے جائز ہے، البتہ کمپنی کی طرف سے مقرر کردہ دوکاندار چونکہ کمپنی کے نمائندہ اور وکیل ہونے کی حیثیت سے کسٹمر سے رقم کی وصولی اور ادائیگی کا کام انجام دیتے ہیں جس پر کمپنی ان کو متعین اجرت ادا کرتی ہے، نیز کمپنی کی جانب سے اپنے نمائندوں یعنی دوکانداروں کو کسٹمر سے کمپنی کے طے شدہ چارجز کے علاوہ اضافی رقم لینے کی ممانعت بھی ہے اس لئے دوکانداروں کا رقم وصول کرنے والوں سے اضافی کمیشن لینا جائز نہیں، کیونکہ یہ کمپنی سے کئے گئے معاہدہ کی خلاف ورزی ہے اور رشوت کے حکم میں ہے لہذا اس سے اجتناب کرنا ضروری ہے۔ اگر کمپنی کی جانب سے دوکانداروں کی اجرت غیر معمولی حد تک کم ہو جس کی وجہ سے دوکانداروں کو مشکلات کا سامنا ہو تو ایسی صورت میں کمپنی سے گفت و شنید کر کے اجرت بڑھانے کا مطالبہ کریں، لیکن اگر اس کے باوجود کمپنی دوکانداروں کی اجرت میں اضافہ نہ کرے تو وہ یہ کام انجام دینے سے معذرت کر سکتے ہیں۔ لیکن کمپنی کی طرف سے اجرت کم ہونے کی وجہ سے کسٹمر سے اضافی رقم وصول کرنا جائز نہیں۔

البتہ اگر کوئی دوکاندار کسی کسٹمر کی رقم بھیجنے کے لئے کمپنی میں رجسٹرڈ اپنا ریٹیلر اکاؤنٹ استعمال نہ کرے بلکہ اپنا ذاتی اکاؤنٹ استعمال کرے اور کمپنی کی طرف سے ایسا کرنے کی ممانعت بھی نہ ہو تو ایسی صورت

میں اس کے لئے رقم کی ترسیل پر اپنی طرف سے سروس فراہم کرنے کی وجہ سے کسٹمر سے طے کر کے اجرت لینے کی گنجائش ہوگی۔

(۳) - کمپنی کا اکاؤنٹ میں رقم موجود رکھنے کی شرط پر مفت منٹس، ایس ایم ایس اور مفت انٹرنیٹ کی سہولت فراہم کرنا:

اسی معاملہ میں بعض کمپنیوں کی طرف سے یہ پیشکش کی جاتی ہے کہ اگر مذکورہ اکاؤنٹ میں ایک مخصوص مقدار میں رقم ہر وقت موجود رہے تو کمپنی کی طرف سے فون کال کے لئے منٹس، ایس ایم ایس اور انٹرنیٹ کی ایک مخصوص مقدار کسٹمر کو مفت فراہم کی جائے گی، اور اگر اکاؤنٹ میں رقم موجود نہ رہے تو یہ فوائد حاصل نہیں ہوں گے۔

اس صورت کا حکم اگرچہ سائل نے سوال میں نہیں پوچھا ہے لیکن چونکہ یہ بھی مذکورہ معاملہ کے ساتھ ہی تعلق رکھتا ہے اس لئے اس کا حکم بھی بیان کرنا مناسب ہے۔ مذکورہ بالا تفصیل سے یہ بات واضح ہو چکی ہے کہ جائز کیش اور ایزی پیس وغیرہ اکاؤنٹ میں جو رقم جمع کروائی جاتی ہے، اس کی شرعی حیثیت قرض کی ہے اور اسے برقرار رکھنے کی شرط پر کمپنی کا کسٹمر کو مفت منٹس اور ایس ایم ایس وغیرہ کی سہولت دینا قرض پر مشروط نفع ہے، اور قرض پر کسی قسم کا مشروط نفع لینا، دینا سود ہونے کی وجہ سے شرعاً ناجائز ہے، لہذا کمپنی کے ساتھ یہ معاملہ کرنا جائز نہیں ہے، لیکن اگر مذکورہ سہولیات حاصل کرنے کے لئے اکاؤنٹ میں کوئی متعین رقم رکھنا مشروط نہ ہو تو اس صورت میں کمپنی کی طرف سے دی جانے والی سہولیات کا استعمال جائز ہے کیونکہ یہ کمپنی کی طرف سے تبرع ہے۔

الکون

(بندہ محمود الحسن مٹھی صاحب)

دارالافتاء جامعہ دارالعلوم کراچی

۲۷/اول، لکھنؤ، ۲۰۲۳ء

۱۸/۱۱/۲۰۲۳ء

الجواب صحیح
حیدر علی اعظمی

۱۸/۱۱/۲۰۲۳ء

الجواب صحیح

بندہ محمد تقی عثمانی عفی عنہ

۱۱-۱۱-۲۰۲۳ء

الجواب صحیح
بندہ (الرحمن)

ملفوظ

الجواب صحیح
محمد عبدالقادر عفی عنہ

ملفوظ

ملفوظ

ملفوظ